ڈاکٹر محمد اکرم ندوی

کے

افکار و نظریات

مولانا عبد اللہ کوثر

جامعہ عائشہ، جہلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ، اما بعد:

قربِ قیامت کا یہ زمانہ جس سے ہم گزر رہے ہیں قلّتِ علم ، کثرتِ جہل اور اعجاب کل ذی رایٔ برایٔہ یعنی خود بینی اور خود رائی کے عروج کا دور ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب باتوں کی پیشین گوئی فرمائی تھی۔ ایسے زمانے میں متجددین کا اور اجتہاد کے دعویداروں کا بکثرت ظاہر ہونا ایک بدیہی بات ہے۔ شہرت طلبی اور حبِ جاہ سے مغلوب ہو کر تجدد پسندوں کے اس گروہ نے ہمیشہ خالف تعرف (یعنی مخالفت کر تیری پہچان ہو گی) کا راستہ اختیار کیا ہے تاکہ ناواقف لوگوں پر اپنے اجتہاد اور علمیت کا سکہ جما سکیں۔ اس کی خاطر اگر بڑے بڑے اساطینِ علم بلکہ پوری امت کو ہدفِ تنقید بنانا پڑے تو اس سے دریغ نہیں کیا جاتا۔

عربی کی مشہور مثل ہے: لکل ساقطة لاقطة کہ ہر گری پڑی چیز کیلئے کوئی نہ کوئی اٹھانے والا مل ہی جاتا ہے - چنانچہ ہوا پرستی اور قلبی مشابہت کی بناء پر ان تجدد پسندوں کو اپنے ہمنوا بھی بہت مل جاتے ہیں - یہ ہمنوا پھر اپنے پیشواؤں کی ان گری پڑی باتوں کو " تحقیقات " کے نام سے پیش کرکے امت میں انتشار پیدا کرتے رہتے ہیں۔ تحقیق کی سطحیت اکثر مضحکہ خیز ہوتی ہے لیکن سینہ زوری ایسی کہ تحقیق کی ہر سطر پر "ہم چوں ما دیگرے نیست" کا رنگ عیاں ہوتا ہے۔ یعنی ہم ہی ہیں جو صحیح

سمجھے ہیں اور ہماری ہی تحقیق ہے جو قابلِ قبول ہے۔ ویسے کہیں گے ضرور کہ ہماری تحقیقات سے اتفاق کرنا ضروری نہیں ہے اور تنقید کا حق ہر ایک کو حاصل ہے۔ لیکن جب ان کی تارِ عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور تحقیق کو متفقہ اصول کے پیمانے پر پرکھا جائے تو ان کے تیور بدل جاتے ہیں اور اصل مقصد سامنے آجاتا ہے یعنی تنقید کی بندوق ہمارے ہاتھ میں ہی ہونی چاہئے : ہم کو تو بالائے تنقید رہنے دیں۔

ان ہی متجددین کی صفوں میں ایک ابھرتا ہوا نام ڈاکٹر محمد اکرم ندوی کا ہے جو آکسفورڈ، انگلینڈ میں مقیم ہیں اور مختلف اسلامی کالجوں میں تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف کا مشغلہ بھی رکھتے ہیں۔ گزشتہ چند سالوں سے جب سے ان کے حلقۂ ارادت کا دائرہ کچھ وسیع ہوا ہے تب سے ان کے حقیقی افکار و نظریات سامنے آرہے ہیں جو اس سے پہلے اکثر لوگوں پر مخفی تھے۔

صحیح احادیث کا بڑی بے باکی کے ساتھ انکار، اسلاف اور اکابر علمائے امت کی تنقیص، مذاہبِ اربعہ کے اتباع کو دین میں غلو کا سبب بتانا اور ان کو غیر ضروری قرار دینا، فقہائے ملت پر یونانی فلسفے سے متاثر ہونے کا الزام، تصوف اور صوفیائے کرام پر اٹکل پچو تبصرے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو ڈاکٹر اکرم ندوی کی شناخت بنتی جارہی ہیں۔

موصوف اپنے معتقدین کو اختلافی مسائل میں مجادلانہ روش اختیار کرنے سے منع کرتے ہیں اور انہیں یہ نصیحت کرتے ہیں کہ پوری توجہ فکرِ آخرت اور اعمالِ صالحہ کی طرف رکھنی چاہیے، لیکن تعجب بلکہ افسوس کی بات یہ ہے کہ اس نصیحت کی خلاف ورزی کرنے میں موصوف ہی پیش پیش دکھائی دیتے ہیں اور ہر جگہ کوئی نہ کوئی انتشار پیدا کرنے والی بات کرکے جاتیں ہیں۔

اس تحریر کا مقصد بس اتنا ہے کہ ناواقف حضرات کو ڈاکٹر اکرم ندوی کے چند افکار و نظریات سے آگاہ کیا جائے [1]۔ ہر ایک بات پر بحث کرنا اور اس کا تفصیلی رد پیش کرنا مقصود نہیں۔ اہلِ علم موصوف کی باتوں سے خود ہی اندازہ کرلیں گے کہ وہ کیسی فکر کے حامل شخص ہیں اور ان کی باتوں میں کتنا دم ہے۔ پڑھ کر آپ خود انصاف سے بتائیں کہ ایسے نظریات کو فروغ دینے والی شخصیت قابلِ ستائش ہے یا دیگر تجدد پسندوں کی طرح اس کے فتنے سے آگاہ کرنا علمائے امت کی ذمہ داری ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کئے جانے کا انکار کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر لبید بن اعصم نامی ایک یہودی کا جادو کرنا اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت کا متاثر ہونا صحیح احادیث سے ثابت ہے اور اس پر

---

[1] تمام اقتباسات ڈاکٹر اکرم ندوی کے بیانات اور تحریرات سے لئے گئے ہیں اور اس میں سیاق وسباق کا پورا لحاظ کیا گیا ہے- بیانات چونکہ انگریزی میں ہیں اس لئے بعض احباب نے ان کے اقتباسات کا اردو میں ترجمہ کیا – جزاہم اللہ خیرا

جمیع امت متفق ہے۔ صرف معتزلہ اور ہر دور میں معتزلی طرزِ فکر اختیار کرنے والوں نے اس کا انکار کیا ہے اور وہ بھی نہایت کمزور وجوہات کی بناء پر جن کی تردید اہلِ سنت وجماعت کے ائمہ کرام نے تفصیل سے کی ہے

ڈاکٹر اکرم ندوی نے اس سلسلے میں معتزلہ کی ہمنوائی اختیار کی ہے۔بلکہ موصوف نے دو قدم آگے بڑھ کر جو اندازِ بیان اختیار کیا ہے اس سے شائد معتزلہ بھی شرما جاتے اور اس سے اپنی برائت کا اظہار کرتے۔

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

قالوا: هل سُحِر النبي صلى الله عليه وسلم؟ قلت: لقد قَفَّ شعري واقشعر جلدي من هول هذا القول وهلعه منكرا إياه إنكارا شديدا ومستهجنا إياه استهجانا عظيما .أتعلمون أين أنتم؟ أتدرون من تتحدثون عنه؟ عن أفضل خلق الله وأحبهم إليه، عن خاتم النبيين وسيد المرسلين، عن النبي الصادق الأمين وصاحب الكتاب المبين، صلى الله عليه وسلم.

قالوا: فقد قيل هذا القول. قلت: يا ليتكم زنيتم، وقارفتم كل فاحشة ممقوتة وإثم قبيح وذنب كبير إلا الشرك، لو أتيتم ذلك لكان أخف من هذا القول البشع المرذول الذي أجراه الشيطان على لسانكم مستخِفًّا بعقولكم وساخرا من خرقكم وهوجكم

مذکورہ بالا تحریر میں ڈاکٹر صاحب کو شائد یاد نہ رہا کہ جن کے حق میں زنا، فحاشی اور ہر کبیرہ گناہ کی تمنا کر رہے ہیں اور جن کے متعلق یہ فیصلہ سنا رہے ہیں کہ شیطان نے یہ گندی بات یعنی سحر والی صحیح حدیث ان کے زبان پر جاری کی ہے اور بقول ڈاکٹر اکرم ندوی شیطان نے ان کی حماقت کا مزاق اڑایا، علم و فضل کے وہ پہاڑ ہیں جن کا علمی مقام پوری امت نے تسلیم کیا ہے۔

قارئینِ کرام خود غور فرمائیں کہ اس میں امام بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، احمد بن حنبل، بیہقی، ابن حبان، قاضی عیاض، مازری، ابن قیم، نووی، ابن حجر اور دیگر سینکڑوں ائمہ جنہوں نے سحر والی حدیث کی روایت بیان کی، اس کو صحیح مانا اور اس کو بلا تنقید بیان کیا اور معتزلہ کی طرف سے وارد ہونے والے تمام اشکالات کا دندان شکن جواب دیا ڈاکٹر اکرم ندوی نے ان سب کے متعلق یہ توہین آمیز کلمات استعمال کیئے۔ افسوس صد افسوس کہ موصوف نے عربی ادب میں اپنے زورِ قلم کا کرشمہ دکھاتے ہوئے ائمہ اسلام کے ساتھ جو ادب ملحوظ رکھنا چاہیئے تھا اس کو پاؤں تلے روندا اور بڑی بے باکی سے اس صحیح حدیث کو غلط ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔

ڈاکٹر اکرم ندوی کی تحریر سے ایسے لگتا ہے کہ غیرتِ ایمانی اور ناموسِ رسالت کے دفاع کا جذبہ ڈاکٹر صاحب کو ہی عطاء ہوا ہے اور آج تک سب علمائے دین اس جذبے سے عاری تھے۔

موصوف کی مکمل تحریر بمع مفصل جواب از حضرت مولانا لطیف الرحمٰن صاحب قاسمی مدظلہ ذیل میں دئے ہوئے لنک پر ملاحظہ فرمائیں[2]

دورِ نبوی میں مدینہ منورہ کے بازار کی منظر کشی

مستورات کا مسجد میں نماز پڑھنے کے حوالے سے ایک معتمد عالم سے بات کرتے ہوئے کہا کہ لوگ فتنہ کی وجہ سے عورتوں کو مسجد جانے سے منع کرتے ہیں۔ کونسا فتنہ ؟ خود دورِ نبوی میں مدینہ کے بازاروں میں زنا کھلے عام ہوتا تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کتنا چست لباس پہنتی تھیں (معاذاللہ!)

نقاب کے متعلق ڈاکٹر اکرم ندوی کی رائے

"دورِ نبوی میں بہت ہی عام بات تھی کہ عورتیں اپنا چہرہ نہیں ڈھانکتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یتیم بچیوں کی پرورش کرتی تھیں۔ جب بچیاں پندرہ سولہ سال کی ہو جاتیں تو ان کو بیاہ دیتی تھیں اور ان کا طریقہ یہ تھا کہ لڑکیوں کا چہرہ کھول کر مدینے کی گلیوں میں ان کو گھماتیں۔ جب لوگ ان سے اس کے متعلق پوچھتے تو کہتی کہ اتصید بھن فتیان قریش یعنی تاکہ جوان لڑکے ان کو دیکھ کر ان پر

[2] https://www.basair.net/dr-akram-nadwi-denial-of-sihr/

عاشق ہو جائیں اور ان سے آ کر شادی کرلیں۔ اگر چہرے کا ڈھانکنا فرض ہوتا تو حضرت عائشہ اس طرح کا کام کیسے کر سکتی تھیں؟"[3]

ایک اور جگہ کہتے ہیں کہ کہ کسی بھی مذہب میں عورتوں کیلئے چہرے کا ڈھانکنا ضروری نہیں ہے۔ نقاب اسلامی تصور نہیں ہے بلکہ قبل از اسلام چلا آ رہا ہے۔[4]

مذاہبِ اربعہ کی اہمیت ڈاکٹر اکرم ندوی کے نزدیک

"لوگ بڑا تعجب کرتے ہیں جب میں انہیں بتاتا ہوں کہ مذاہبِ اربعہ کی اتنی ضرورت نہیں ہے۔ اگر لوگ قران پڑھیں تو اکثر اختلافات کا خاتمہ ہو جائے گا"[5]

مذاہبِ اربعہ غلو فی الدین کا سبب ہیں

"مفتی یا فقیہ بننا اصل دین کی طرف رجوع کرنے سے مانع بن گیا تھا۔ فقہ کی توسیع لوگوں کو قرآن اور سنت کی طرف رجوع کرنے سے روکتی ہے۔ بہت سے مسلمان سمجھتے ہیں کہ فقہ سے تقویت پہنچتی ہے لیکن یہ سب مسائل غلو کی طرف لے جاتے ہیں حالانکہ قرآن اور سنت اعتدال کی دعوت دیتے ہیں"۔[6]

---

[3] https://www.youtube.com/watch?v=PmMfW-mBPM4

[4] https://www.youtube.com/watch?v=MVu-oWcz7is&hd=1 (پندرہویں منٹ سے یہ کلپ سنئے)

[5] If Oceans Were Ink, Carla Powers, pg 18
[6] If Oceans Were Ink, Carla Powers, pg 66-67

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے بعد عورتوں کو انصاف نہیں ملا

"خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کو کبھی انصاف نہیں ملا سوائے ایک مختصر وقت کیلئے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے اور آپ نے لوگوں کو مدینے میں تعلیم دی۔ اس کے بعد، شاذ و نادر جب کسی نے کچھ تجدید کی تب عورتوں کو محسوس ہوا کہ وہ بھی انسان ہیں۔ ورنہ عامۃ عورتوں کے ساتھ اچھا معاملہ نہیں کیا جاتا[7]"

ڈاکٹر اکرم ندوی کا فقہی مسائل، قراءاتِ متواترہ اور دیگر امور کے حوالے سے ندوۃ العلماء کے فارغین کو ایک عجیب نصیحت

ڈاکٹر اکرم ندوی "ندوہ کی جدید نسل سے تین باتیں" کے عنوان سے ایک مقالے میں لکھتے ہیں:

"۳۔ اس دین کے کلیات اور اصول کو سمجھیں اور انہیں کے سمجھنے اور ان کی تعلیم تبلیغ اور تشریح پر اپنی توجہ مرکوز کریں، جزئیات اور فروعی مسائل میں الجھنے سے سخت اجتناب کریں، یہی اس دین کا صحیح مزاج ہے، اور یہی پیغمبروں کا طریقہ کار، قرآن وحدیث کا مطالعہ ایک مؤمن کی نگاہ سے کریں، کسی تنگ نظر مفتی وفقیہ کی

[7] Al-Muhaddithat: The Women Scholars of Islam Seminar, Al-Salam Institute, July 4th

نگاہ سے نہ کریں، امام ابن تیمیہ، ابن القیم، امام شاطبیؒ، اور شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہ مفکرین امت کی کتابوں کا گہرائی سے مطالعہ کریں.

آپ جب دیکھیں کہ لوگ بزرگوں کی کرامتوں اور خوارق کا تذکرہ کر رہے ہیں، تو آپ پیغمبروں کی سنتوں اور سلف صالحین کی پاکیزہ زندگی کے نمونوں کی یاد دہانی کرائیں، جب لوگ اپنے اپنے مکتبہ فکر ومسلک وذوق کے فضائل بیان کر رہے ہیں تو آپ خدا کے دین اور ملت ابراہیمی کے خط وخال کی وضاحت کریں، جب لوگ اس امت کو تہتر فرقوں میں تقسیم کر رہے ہوں تو آپ امت کی اجتماعیت کی دعوت دیں[8].

آپ بہت سے کم علم مفتیوں کو دیکھیں گے کہ لوگوں کو سکھا رہے ہیں کہ نماز میں باون سنتیں ہیں، آپ ان سے اعراض کریں، اور نماز میں قنوت وخشوع پر توجہ دیں اور اسی کی تعلیم دیں، جب آپ دیکھیں کہ کچھ لوگ یہ فتوی دے رہے ہیں کہ کان میں تیل ڈالنے، یا انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو آپ بتائیں کہ رمضان میں جھوٹ بولنا، غیبت کرنا اور بے ایمانی کرنا کھانے پینے سے زیادہ نقصان دہ ہے، اور ان جزئیات کے متعلق گفتگو کرنے سے پرہیز کریں جن کو بعض لوگوں نے اپنا سرمایہ فخر سمجھ رکھا ہے.

---

[8] ڈاکٹر اکرم ندوی نے ویسے تو تہتر فرقوں والی حدیث کا انکار کیا ہے

آپ کو ایسے لوگ نظر آئیں گے جو یہ کہیں گے کہ إن شاء اللہ کو ملا کر (إنشاء اللہ) لکھنا غلط ہے، نماز مین "اِنعمتُ علیھم" پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، قرآن کریم کو صرف سات قراءتوں میں پڑھنا جائز ہے کیونکہ وہ متواتر ہیں تو آپ ایسے سارے لوگوں کی فضولیات سے الگ قرآن کریم میں تدبر و تفکر کے موضوع پر گفتگو کیجئے، قرآن کریم کی تعلیمات عام کرنے کے کوشش کیجئے، لوگوں کو ان کے پروردگار سے قریب کرنے پر اپنی توجہ مرکوز کیجئے، اور ان لوگوں سے دور رہنے کی تلقین کریں جنہوں نے قرآن کریم کو تفریح کا سامان بنا رکھا ہے، غرض آپ التصلب فی الأصول والغایات والتوسع فی الفروع والآلات" کو پیش نظر رکھیں۔[9]

امام غزالی اور فقہاء کا یونانی فلسفے سے متاثر ہونا

"اگر آپ بعد کے زمانے کی طرف آئیں، پانچویں صدی میں، امام غزالی تو بہت ہوشیار تھے اور ان کی بہت ساری اچھی تصنیفات ہیں لیکن عورتوں کا کیا مقام ہے؟ انہوں نے شہرِ مدینہ سے یہ بات نہیں لی۔ کہاں سے لیا؟ یونانی فلسفے سے۔"[10]

ڈاکٹر اکرم ندوی نے یہی تبصرہ فقہاء کے متعلق اور ہندوستانی مفتیانِ کرام اور ارباب مدارس کے متعلق کئی بار کیا ہے۔

[9] https://idraklibrary.wordpress.com/2017/06/06/105/

[10] Al-Muhaddithat: The Women Scholars of Islam Seminar, Al-Salam Institute, 4th July (24:14)

عقیدے کی کوئی ضرورت نہیں ہے

”مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگوں کو عقیدے کی کیوں فکر ہوتی ہے۔ اپنے رب کے متعلق سیکھو، قرآن سیکھو، اس کی اطاعت کرو، وضو کرنا اور نماز پڑھنا سیکھو، عقیدہ کا تصور اسلام میں تب آیا جب فرقے پیدا ہوا۔ مسلمانوں کا کوئی عقیدہ نہیں تھا۔ صحابہ کے زمانے میں کوئی عقیدہ نہیں تھا۔ لفظِ عقیدہ کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ قرآن نے کبھی عقیدہ کا ذکر نہیں کیا۔ لفظِ عقیدہ سنت میں کہیں نہیں آیا۔ عقیدہ اسلام میں صرف اس وقت آیا جب فرقوں کا وجود ہوا۔ خوارج، معتزلہ، شیعہ وغیرہ اس وقت اہلِ سنت وجماعت نے بھی اپنا عقیدہ بنایا۔ ہمیں عقیدے کی ضرورت نہیں ہے“۔[11]

صوفیائے کرام کی تصنیفات پر اور بالخصوص حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب نوراللہ مرقدہ کی فضائل کی کتابوں پر تنقید

”یہاں پر ایک بات سمجھیں: اکثر لوگ جب تصوف پر لکھتے ہیں تو اپنا فقیہانہ اور محدثانہ ذہن بند کردیتے ہیں. صوفیوں کی طرح اندھی تقلید پر آجاتے ہیں ۔ پھر

[11] https://www.youtube.com/watch?v=A7gA-SAXN-g

موضوع احادیث تک کی پرواہ نہیں کرتے اور نہ تحقیق کرتے ہیں۔ بس رٹ لگا کر نقل کرتے ہیں۔

وہی شخص جب مذاہب پر بحث کرتا ہے تو احادیث کے ضعیف و مرسل وغیرہ کی بحث کرتا ہے۔ اس وقت بہت بڑا فقیہ اور محدث ہوتا ہے۔ لیکن وہی شخص جب تصوف پر لکھتا ہے تو نہ مرسل کی پرواہ ہے نہ منقطع کی۔ ہر حدیث اس کے نزدیک صحیح ہو جاتی ہے۔ اس کو کسی بات کی پرواہ نہیں رہتی۔ اپنے ذہن کو مکمل بند کر دیتا ہے۔ آپ اس کا مشاہدہ کر سکتے ہیں

مثلا شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ۔ میں ان کا احترام کرتا ہوں۔ جب موطا کی شرح اوجز المسالک وغیرہ لکھتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ وہ فقیہ اور محدث ہیں۔ لیکن وہی شخص جب فضائل اعمال پر لکھتا ہے تو موضوع احادیث منکر احادیث سب کچھ ۔ نہ کوئی بحث ہے نہ کوئی تحقیق- ہر چیز کو کتاب سے نقل کر دیتا ہے اور من وعن لیتا ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ لوگ مستقل مزاج نہیں ہیں۔ دنیا میں بہت کم لوگ ہیں جو مستقل مزاج ہیں۔ اکثر لوگ نہیں ہیں"[12]

مذکورہ بالا موقف کے کچھ عرصے کے بعد ڈاکٹر اکرم ندوی نے شائع اوجز المسالک کے متعلق اپنے سابقہ موقف سے رجوع کر لیا ہے یا اس میں مزید شدت اختیار

[12] "Spirituality in Islam: What is Sufism", Leeds University, April 2014

کرتے ہوئے اب کہتے ہیں کہ اس میں شرح زرقانی اور شرح سیوطی کے علاوہ کچھ خاص مواد نہیں ہے اور بقول موصوف کے حضرت شیخ الحدیث صاحب نوراللہ مرقدہ نے خود مقدمہ میں اس کا اعتراف کیا ہے۔[13]

طریقت کے چار مشہور سلاسل میں انقطاع ہے

"یہ بات تو درست ہے کہ طریقت کے چاروں سلاسل اپنے بڑوں تک یعنی قادری سلسلہ حضرت عبد القادر جیلانی تک چشتی سلسلہ حضرت معین الدین چشتی تک سہروردی طریقہ حضرت شہاب الدین سہروردی تک اور نقشبندی سلسلہ حضرت بہاء الدین نقشبند تک متصل ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ان کا اتصال درست نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سلسلوں میں سے کسی کی تعلیم نہیں دی۔ بعد میں آنے والوں نے ان سلاسل کی اسانید مرتب کیں اور مرتب کرنے والے محدث نہیں تھے اس لئے ان سے غلطیاں ہوئیں۔ نقشبندی سلسلے میں دو جگہ انقطاع ہے اور اس کی سند غیر معتبر ہے اور چشتی سلسلے کا حال بھی کچھ ایسے ہی ہے"[14]

[13] "History of the Islamic Curriculum", Oldham, June 9th 2018
[14] "Spirituality in Islam: What is Sufism", Leeds University, April 2014

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور وحدۃ الوجود

"مولانا تھانوی کی کتابوں میں آپ کو وحدۃ الوجود کا ذکر ملے گا۔ مولانا گنگوہی کی کتابوں میں آپ کو نہیں ملے گا لیکن مولانا تھانوی کی کتابوں میں ہے۔ مولانا تھانوی نے ایک لمبا قصیدہ وحدۃ الوجود کے متعلق لکھا تھا اور اپنے استاذ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے سامنے پڑھا۔ ان کو بہت پسند آیا۔ مولانا تھانوی لوگوں کو تلقین کرتے کہ لا الہ پڑھتے وقت یہ تصور کیا جائے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آگے جب سالک ترقی کرتا ہے تو یہ تصور کیا جائے کہ لا موجود الا اللہ۔ یہ بہت خطرناک ہے۔ ابن عربی نے یہی تو کہا تھا[15]"

صوفیاء کو ربوبیت میں حصہ چاہیے اور عبد کے بجائے ان کو آقا بننا ہے

"جب صوفیوں میں خرابی داخل ہوئی تو انہوں نے طبقات میں دلچسپی لینا شروع کردیا۔ طبقات السلاسل یعنی صوفیوں کی مختلف قسمیں۔ طاق اور قطب اور غوث اور جو پوری کائنات کو چلاتا ہے۔

"بعض لوگ قطب الاقطاب کا طبقہ بیان کرتے ہیں کہ بہت سارے قطب ہیں اور یہ ان کا سردار ہے۔ اس سب کے پیچھے یہ نظریہ ہے کہ کائنات کو یقیناً اللہ ہی چلا رہے

[15] "Spirituality in Islam: What is Sufism", Leeds University, April 2014

ہیں لیکن ان لوگوں کا بھی ربوبیت میں حصہ ہے۔ صوفیاء الوہیت اور عبادت کے بجائے ربوبیت میں دلچسپی لینے لگے۔ ان کو عبد نہیں بننا بلکہ آقا بننا ہے۔۔۔۔ان کے نزدیک اللہ کی ربوبیت کو یہ لوگ چلا رہے ہیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ یہ لوگ مشرک ہیں۔ میں یہ نہیں کہنا چاہتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کا تصور کرنا مشکل ہے"۔[16]

صوفیاء کی توجہ حال کی طرف ہے اور آج کل کے صوفیاء کے دلوں میں دنیا کی محبت ہوتی ہے

"تصوف کے تمام سلاسل میں لوگ انفعال کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں اور فعل کی طرف کم توجہ، حال کی طرف توجہ ہے لیکن مقام کی طرف بہت کم، امور غیر مقصودہ کی طرف زیادہ توجہ ہے اور امور مقصودہ کی طرف کم۔ تمام صوفی سلسلوں میں اور ہر جگہ یہی بات ہے۔آپ کہیں بھی چلے جائیں۔آپ کو مشکل سے کوئی ایسا صوفی ملے گا جس کے دل میں دنیا کی محبت نہیں ہے"۔[17]

[16] "Spirituality in Islam: What is Sufism", Leeds University, April 2014
[17] "Spirituality in Islam: What is Sufism", Leeds University, April 2014

زندہ شیخ

"میرے نزدیک جو زندہ شیخ ہے وہ ہے قرآن اور سنت۔ قرآن اور سنت پڑھو۔ یہ سب سے اسلم اور اسہل طریقہ ہے اللہ تک پہنچنے کیلئے۔ یہ سب سے بڑا شیخ ہے"۔[18]

تصوف میں تلفیق

"بعد میں سب سلسلے مختلط ہو گئے۔۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کو چار سلسلوں میں خلافت ملی اور ولی اللہ دہلوی کو نقشبندیہ سہروردیہ اور شطاریہ سلسلوں میں۔ ان سب سلسلوں میں سب ملے ہوئے ہیں لیکن اب کہتے ہیں کہ دو مذہبوں پر عمل کرنا تلفیق ہے۔ صوفیاء ہر چیز میں تلفیق کرتے ہیں لیکن کسی سسلسلے میں کوئی بھی تلفیق کا نام نہیں لیتا۔ اگر ایک حنفی شافعی مذہب پر عمل کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ تلفیق لیکن اگر کوئی نقشبندی چشتی طریقے پر عمل کرے تو کوئی بھی تلفیق کا نام نہیں لیتا۔ یہ ہمیشہ تلفیق کرتے ہیں لیکن اس کی کوئی بھی پرواہ نہیں کرتا"۔[19]

[18] "Spirituality in Islam: What is Sufism", Leeds University, April 2014
[19] "Spirituality in Islam: What is Sufism", Leeds University, April 2014

عرس کا مطلب موصوف کے نزدیک اللہ کے ساتھ شادی کرنا ہے

"صوفیاء اپنے بڑوں کا وصال مناتے ہیں۔ اس کو عرس کہتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں عرس کیا ہے؟ عرس کا مطلب ہے شادی کی دعوت۔ جب کسی کی شادی منائی جاتی ہے تو اس کو عرس کہتے ہیں۔ تو صوفی لوگ یہ مانتے ہیں کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کی ملاقات اللہ سے ہو رہی ہے۔ یعنی وصال ہو رہا ہے جیسے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کے ساتھ شادی ہو رہی ہے لیکن اس طرح کی نہیں۔ ہر سال وصال مناتے ہیں اور اس کو عرس کہتے ہیں کہ فلاں کا عرس ہے"۔[20]

دیوبندی مدارس میں تدریسِ بخاری شریف

دیوبندی مدارس میں مولانا انور شاہ صاحب اور شیخ یونس صاحب کے علاوہ کسی نے بخاری شریف کما حقہ نہیں پڑھائی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے منشأ کے مطابق[21]

اللہ سے محبت کا تعلق صوفیوں کی ایجاد کردہ بات ہے

"اگر تم قرآن اور سنت کا مطالعہ کرو۔۔۔ اللہ اور بندوں کے درمیان اصل تعلق معبود اور عابد کا ہے۔ اللہ معبود ہے اور تم اس کی عبادت کرتے ہو، اور اس سے محبت

[20] "Spirituality in Islam: What is Sufism", Leeds University, April 2014
[21] "History of the Islamic Curriculum", Oldham, June 9th 2018

کرنا اس کی عبادت میں سے ہے۔ قرآن اور سنت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ معبود ہے اور بندہ عابد ہے۔ یعنی تم اللہ کی عبادت کرو۔ تصوف نے اس میں تبدیلیاں کی ہیں۔ تصوف نے اللہ اور بندے کے تعلق کو محبوب اور محب کا تعلق بنایا ہے —دیکھنے میں تو یہ اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن دراصل یہ سستی کا راستہ ہے۔ جیسے ایک بچہ جو اپنی ماں سے بہت محبت کرتا ہے اور ماں بھی اپنے بچے کو محبوب رکھتی ہے۔ لیکن ماں اپنی کمزوری کی وجہ سے اور محبت کی وجہ سے بچے کو نیکی پر مجبور نہیں کر سکتی۔ بہت سے بچے اسی وجہ سے بگڑ جاتے ہیں کہ ماں ان کو نیکی کے کاموں پر مجبور نہ کر سکی۔ محبت کا تعلق تو ہے لیکن اصلاح نہیں ہو سکتی۔ جب تمہارے ذہن میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ اللہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور اللہ کی رحمت ماں کی رحمت سے کئی گنا بڑھ کر ہے تب تم کچھ کام نہیں کروگے۔ لوگ محبت میں پھنس جاتے ہیں اور اللہ کا یہ منشأ نہیں ہے۔ اللہ یہ چاہتا ہے کہ بندے اس کی عبادت کریں اور اس کی اطاعت کریں۔ اس بات کو ذہن نشین کر لیں۔ صوفیانہ شاعری میں یہ بڑی خرابی ہے کہ بندے اور اللہ کے تعلق کو محب اور محبوب کا تعلق بنا دیا - یہ قرآن کی تعلیم نہیں ہے۔ قرآن کی تعلیم یہ ہے کہ یہ تعلق عابد اور معبود اور حاکم اور محکوم کا تعلق ہونا چاہیئے"۔[22]

.

[22] "Spirituality in Islam: What is Sufism", Leeds University, April 2014

مردوں اور عورتوں کے درمیان اختلاط کا عظیم فائدہ

"بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اگر مرد اور عورت ایک ہی کلاس میں آئیں گے تو ایک دوسرے سے بات کریں گے اور ایک دوسرے سے پیار ہو جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں کونسی بڑی بات ہے؟ اس سے تو آسانی پیدا ہو گئی اس لئے کہ سب یہی دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح ہماری شادی ہو۔ اگر ایک دوسرے کو دیکھ کر ان کو پیار ہو جائے یہ سب سے اچھی چیز ہے"۔[23]

قارئین کرام اور اہلِ علم حضرات کے سامنے نمونے کے طور پر ڈاکٹر اکرم ندوی کے چند وہ افکار پیش کئے ہیں جو ہمارے علم میں آئے ہیں۔ ان افکار کو تحریر میں لانے کا مقصد اہلِ علم کو اس فتنے سے آگاہ کرنا ہے تاکہ وہ اپنا دینی فریضہ انجام دیتے ہوئے عوام الناس کو ایسے فتنوں سے خبردار کر سکیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ان هذا العلم هو لحمك ودمك وعنه تسأل يوم القيامة فانظر عمن تأخذه[24]

حق تعالیٰ ہم سب کو اہلِ حق کے ساتھ وابستگی نصیب فرمائے اور تمام ظاہری باطنی شرور و فتن سے اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

[23] https://m.facebook.com/story.php?story_fbid=2029671023916860&id=1654240044793295 Al-Muhaddithat: The Women Scholars of Islam Seminar, Al-Salam Institute, July 4th

[24] بغية الملتمس ٧٧